



سوال

(37) جنازے کے احکام

جواب

السلام علیکم ورحمة الله وبركاته

جنازے کے احکام

اجواب بعون الوہاب بشرط صحیح السوال

وعلیکم السلام ورحمة الله وبركاته!
الحمد لله، والصلوة والسلام على رسول الله، أما بعد!

الله تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہماری شریعت ہے جو انسان کی زندگی اور موت کے بعد تمام مصلحتوں پر مشتمل ہے۔ ان میں جنازے کے وہ احکام بھی ہیں جو اللہ تعالیٰ نے جاری و ساری فرمائے ہیں جن کا تعلق انسان کی بیماری اور موت سے ہے کہ قبر میں دفن کرنے تک ہے یعنی مریض کی بیمار پر سی کرنا۔ اسے کلمہ اخلاص کی تلقین کرنا، غسل دینا، کفن پہنانا، اس کی نماز جنازہ ادا کرنا اور دفن کرنے کے سب احکام ہیں اور ان کے ضمن میں ادائیگی قرض اجرائے وصیت تقسیم ترکہ اور اس کی ضعیف و ناتوان اولاد کی نگہداشت اور سرپرستی کے مسائل بھی ہیں۔

امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں : "جنازہ اور اس سے متعلق جملہ امور کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی مکمل ہدایات دی ہیں جو ہمیں دیگر امور سے ممتاز کرتی ہیں اور مکمل احوال کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت پر مشتمل ہیں نیز میت کے ساتھ احسان کرنے اور اس کے ساتھ ایسا معاملہ کرنے پر مشتمل ہیں جو اسے قبر اور آخرت میں فائدہ دیں۔ مثلاً: مریض کی عیادت کرنا میت کو کلمہ خیر کی تلقین کرنا اسے پاک صاف کرنا ادب و احترام کے ساتھ قبرستان لے جانا۔ پھر میت کے مسلمان بھائی صفت بندی کر کے اس کی نماز جنازہ ادا کرنے کے لیے رب کے حضور کھڑے ہو جاتے ہیں اللہ تعالیٰ کی حمد و شکران بیان کرتے ہیں بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر درود و شریعت بھیجتے ہیں۔ پھر میت کے لیے مغفرت رحمت اور اسے معاف کرنے کی اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں پھر اس کی قبر پر کھڑے ہو کر قبر کے اختبار کے موقع پر اس کے لیے ثابت قدیمی کی دعا کرتے ہیں علاوہ ازیں وقاراً فوقاً اس کی قبر کی زیارت کی جاتی ہے اور دعا ہوتی ہے۔ ان تمام امور میں اس کا لیے خیال رکھا جاتا ہے جس طرح زندگی میں ایک شخص پہنچ ساتھی کا خیال رکھتا ہے پھر اس کے الٰل و عیال اقارب وغیرہ سے احسان و بخلانی کی جاتی ہے۔" [1]

مسنون یہ ہے کہ ہر مسلمان موت کو کثرت سے یاد کرے گناہوں اور معاصی سے توبہ کرے۔ آخرت کی تیاری کرے ظلم و زیادتی کر کے جن کے حقوق غصب کیے ہیں انہیں واپس کرے اور موت کے اچانک حملے سے قبل اعمال صالح انجام دینے میں خود کو مصروف رکھے۔ بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

"أَنْذِرُوا إِذْرِيَادَ الْمَرَاثِ"



"ذنوں کو توزنے والی (موت) کو زیادہ سے زیادہ کرو۔" [2]

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ سے کا حظ حیا کرو۔ صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین نے کہا: اے اللہ کے بنی صلی اللہ علیہ وسلم! بھم اللہ تعالیٰ سے حیا کرتے ہیں اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس طرح نہیں بلکہ جو اللہ تعالیٰ سے کا حظ حیا کرتا ہے وہ سر کی اور جو سر (دماغ) میں (سوق) ہے اس کی خاڑت کرے۔ پیٹ اور جو پیٹ نے جمع کیا ہے اس کا خیال کر کے۔ (کہ اس میں حرام تو نہیں داخل ہو رہا) موت اور بوسیدگی کو یاد رکھے جو آخرت کا طالب ہوتا ہے وہ دنیا کی زینت کو ترک کر دیتا ہے جس شخص نے اس کیا اس نے اللہ تعالیٰ سے اس طرح چاکی جس طرح اس سے چاکرنے کا حق ہے۔" [3]

مریض اور قریب الوفات شخص کے احکام

جب کسی انسان کو کوئی مرض لاحق ہو جائے تو وہ ثواب کی نیت سے صبر سے کام لے جزع فروع نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ کی قضاۃ و قرپار ارضی کا اظہار نہ کرے البتہ اپنی بیماری کا سبب یا اس کی نوعیت سے متعلق کسی کو بتائے تو کوئی حرج نہیں لیکن اسے بھر صورت اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر راضی رہنا چاہیے۔ ہاں اللہ تعالیٰ کے سامنے پہنچنے مرض کا شکوہ کرنا اور اس سے شفا کی درخواست کرنا صبر کے منافی نہیں بلکہ یہ امر شرعاً مطلوب اور مستحب ہے۔ حضرت ابو علیہ السلام نے اپنے رب کو میون پکارا تھا:

أَنِّي مَسْئِي الصُّرُورَ وَأَنْتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ **٨٣** ... سُورَةُ الْأَبْيَاءِ

"(اے میرے پروردگار!) بے شک مجھے یہ بیماری لگ گئی ہے اور تو رحم کرنے والا ہے۔" [4]

جائز ادویات کے ذریعے علاج کروانے میں حرج نہیں بعض علماء تو سے ضروری قرار دیتے ہیں حتیٰ کہ وہ اس کے وجوب کے قائل ہیں علاج و معالجہ کا حکم بہت سی احادیث میں بھی مذکور ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ علاج توکل علی اللہ کے منافی نہیں چیز کہ بھوک پیاس دور کرنے کے لیے کھانا پینا توکل کے خلاف نہیں۔

حرام اشاء کے ذیلی سے علاج کروانا قطعاً حرام نہیں کیونکہ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نشد آورشے کے پارے میں فرمایا:

"إِنَّ اللَّهَ لَمْ يَجِدْ شَفَاً لِّكُمْ فِيمَا حَرَمْ عَلَيْكُمْ"

"اللہ تعالیٰ نے تم پر حرام کردہ اشیاء میں تمہارے لئے شفائیں رکھی۔" [5]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"إِنَّ اللَّهَ أَنْشَأَ النَّارَ وَالنَّارَ دَوَّاءٌ فَإِذَا دَوَّأَتِ الْأَرْضَ أَوْفَى الدَّجَاجُ أَمْ" ١١

"اللہ تعالیٰ نے بھاری اور دوستانہ کی اور ہر دوامقر کی سے لہذا تم علاج کرو لیکن تم حرام چیزوں کے ساتھ علاج نہ کرو۔" [6]

سچ مسلم میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب سے متعلق فرمایا: "إِنَّهُ لَيْسَ بِذَوَاءِ وَلَا كَثْرَةَ ذَوَاءٌ" یہ دو انسیں بلکہ بیماری ہے۔ [7]

ایسی اشیاء سے علاج کروانا جو عقیدہ اسلام کے منافی ہوں قطعاً حرام ہے مثلاً: شرکیہ یا مجھوں الفاظ پر مشتمل تعریف لکھنا یا منکے دھانگے کا استعمال کرنے والے میں مختلف اشیاء کے ہار ڈالنا، بازو ڈالنی میں کڑے وغیرہ ہتنا اور اس سے شفا کا عقیدہ رکھنا نظر و بلا کے لئے دفع سمجھنا سب کام حرام ہیں کیونکہ اس میں حصول نفع اور ازالہ ضرر کے لیے انسان کے دل کا تعزت اللہ تعالیٰ کی بجائے غیر اللہ کی طرف ہو جاتا ہے لہذا یہ تمام کام شرک ہیں یا شرک کے وسائل اور ذرائع ہیں۔ نیز کاہنوں، نجومیوں، جادوگروں اور جنون سے خدمت لینے والوں کے ذریعے سے علاج کروانا بھی حرام ہے۔ ایک مسلمان کا عقیدہ اس کی صحت سے زیادہ اہم اور ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان اشیاء میں شفار کھی ہے جو جائز ہیں اور بدن، عقل اور دم کے لیے مفید ہیں۔ سب سے اہم چیز قرآن مجید اور مسنون دعاؤں کے ذریعے سے دم کرنا ہے۔

امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "سب سے بہتر علاج ذکر و دعا کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ سے فریاد کرنا اور توہہ استغفار کرنا ہے۔ ان کا اثر دعاؤں کے اثر سے بڑھ کر ہے لیکن اس کا دار و مدار اس امر پر ہے کہ نفس انسانی اس کے لیے کس حد تک تیار ہے اور اسے قبول کرتا ہے۔" [8]

علاوه ازیں ہسپتا لوں وغیرہ میں تشخیص علاج میں ماہر ڈاکٹروں سے جائز دوییہ کے ذریعے سے علاج کروانے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

مریض کی بیمار پر سی کرنا مسنون ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"فَلَمَّا قَبَلَ الْمُنْصَمَ عَلَى أَنْجَيْ"

"ہر مسلمان کے دوسرا سے مسلمان پر پانچ حقوق ہیں۔" [9] ان میں سے ایک حق بیمار کی بیمار پر سی ہے۔

جب آپ بیمار پر سی کے لیے جائیں تو بیمار کا حال دریافت کریں خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم مریض کے قریب جاتے اور اس کا حال دریافت کرتے تھے۔ بیمار پر سی ایک دن ہجھوڑ کر بھی دو دن ہجھوڑ کر کرنی چاہیے البتہ اگر مریض کی خواہش ہو تو وزانہ بھی عیادت کی جاسکتی ہے مریض کی رغبت کے بغیر اس کے پاس زیادہ دیر نہ بیٹھے اور مریض سے یوں کہے:

"لَا يَأْتِي طَهْرَانَ شَاءَ اللَّهُ"

"تم پر کوئی حرج نہیں" "إِنَّ شَاءَ اللَّهُ" (بیماری کی وجہ سے) گناہوں سے پاک ہو جاؤ گے۔ [10]

مریض کے پاس میٹھ کر ایسی باتیں کریں جن سے اسے خوشی ہو اس کی شفا کے لیے دعا کریں آیات قرآنیہ کے ساتھ دم کریں۔ خاص طور پر سورۃ فاتحہ، اخلاص اور معوذین پڑھ کر دم کریں۔

یہ بھی مسنون ہے کہ مریض لپیٹنے والے بارے میں وصیت کرے کہ اسے لچھے کاموں میں صرف کیا جائے اگر اس پر قرضہ ہو یا اس کے پاس لوگوں کی لامستیں ہوں تو اس سے وثناء کو آگاہ کرے بلکہ ان باتوں کی فخر سے حالت صحت میں بھی ہونی چاہیے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

"مَنْ أَنْزَلَ فِي مُنْصَمٍ، لَذْقَهُ مَوْصَى فِيهِ، بِمِثْلِنَ الْأَوْصِيَّةِ عَنْهُ مَنْخُوبٌ"

"ہر مسلمان شخص کا حق ہے کہ اگر وہ کوئی وصیت کرنا چاہتا ہے تو دور اتیں بھی نہ گزرنے دے مگر اس کی وصیت اس کے پاس لکھی ہوئی محفوظ ہونی چاہیے۔" [11]

واضح رہے حدیث میں دور اتوں کا ذکر بطور تاکید کے ہے یہ کوئی حد بندی نہیں مطلب یہ ہے کہ اس کی وصیت اس کے پاس لکھی ہوئی چاہیے کیونکہ کوئی پتہ نہیں کہ موت کا وقت کب



آجاتے۔

بیمار شخص اللہ تعالیٰ کے بارے میں حسن ظن رکھے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

آغا عندَ طنْ عَنْدِي فِي

"[12] میں لینے بندے کے ساتھ اس کے گمان کے مطابق روپی اختیار کرتا ہوں۔"

جب کسی بندے کو لینے خالق کے پاس جانے کا احساس ہو جائے تب اس "حسن ظن" کی زیادہ ہی ضرورت ہے۔

جو شخص قریب الوفات ہوا سے اللہ تعالیٰ کی رحمت کی امید دلاتی جائے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ سے امید کا پھلوخوف کے پھلوپر غالب آجائے البتہ حالت صحت میں امید اور خوف کے دونوں پھلو مساوی رہنے چاہئیں کیونکہ اگر خوف کا پھلو غالب ہو گا تو وہ مالوں ہو جائے گا اور اگر امید کا پھلو غالب ہو گا تو وہ اللہ تعالیٰ کی ایمان ک آجائے والی سزا سے بے خوف ہو جائے گا۔

جب کوئی قریب الوفات ہوتا سے "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" پڑھنے کی تلقین کرنے چاہیے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے :

"لَا يَشْهُدُ مِنْهُ كُلُّ أَنْوَارٍ إِنَّ اللَّهَ هُوَ"^١

"لئنْ فَوَتْ هُونَىٰ وَالْوَرْ كُوٰ" لِلَّهِ الْأَكْبَرُ كَمْ تَلْقَىٰ كُرُوٰ [13]

اکر، کی وجہ سے کہ اسکی موت کلمہ اخلاص، سرواقع بوجاتے اور کلمہ اسکی دنبوی زندگی کا آخری کلمہ ہو۔

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"مِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقَهُ اللَّهُ تَعَالَى وَخَلَقَ لِنَا هُنَّا"

جر، کا آخری کلام لا الہ الا اللہ ہوا وہ جنت میں داخل ہو گیا۔^[14]

وآخر سری کے کلکم اخراج (کی تلقین) اسے ٹڑے سارا اور زرمی کے ساتھ کی جائے اک بر زادہ تیگرا و اصم ارنے کیا جائے تاکہ وہ موت کی تلقین کی شان انبکار نہ کر دے۔

۱۵) کار خیلے کی طرف کر دنا چاہتے۔

قریب الوفات شخص کے پاس سورۃ کی تلاوت کی جائے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: "اَقْرِئُ وَايْسَ عَلَى مَوْتَكُمْ" اپنے فوت ہونے والوں کے پاس سورۃ یس [15] ہو۔

واضح رہے جب کوئی شخص فوت ہو جائے تب اس کے پاس سورۃ میں پڑھنا بدعت ہے جب کہ قریب الوفات شخص کے پاس اسے پڑھنا مسنون ہے۔ اسی طرح جنازہ کے وقت یا قبر پر یا ایصال ثواب کلیے سورۃ میں وغیرہ پڑھنا بدعت ہے کیونکہ کتاب و سنت میں اس کی کوئی دلیل نہیں۔ [16] لہذا ایک مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ سنت کے مطابق عمل کرے اور بدعت سے احتیاط کرے۔

اکھام وفات جب کوئی شخص فوت ہو جائے تو مسحیب یہ بے کہ اس کی آنکھیں بند کر دی جائیں چنانچہ جب سیدنا ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوت ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

ان کی آنکھیں بند کر دی تھیں اور فرمایا:

«اَنَّ الرُّوحَ اَذَا جَعَلْتُ عَيْنَيْكُمْ شَفِيرَةً، قَبَقَ عَيْنَيْكُمْ مِّنْ اَنْوَارِيْ، ثَمَّاً: «أَتَيْتُ عَيْنَيْكُمْ أَنْظَفْتُكُمْ لِأَنْتُمْ شَفِيرَةٌ، فَإِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا تَعْمَلُونَ»

"جب روح قبض کی جاتی ہے تو نگاہ اس کا پچھا کرتی ہے تو ان کے گھر کے کچھ لوگ بھوت بھوت کروں لے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم زبان سے سوائے خیر کے کچھ نہ کہنا کیونکہ تم جو کوئے فرشتے اس پر آمیں کمیں گے۔" [17]

وفات کے بعد میت کو ڈھانپ دینا چاہیے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے:

«اَنَّ زَوْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ تُؤْتَى تُؤْتَى بِنِيَّ بِرِزْقَهُ»

"جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تو یمن کی دھاری دار چادر وں کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم مبارک ڈھانپ دیا گیا۔" [18]

جب کسی شخص کی وفات کا یقین ہو جائے تو اس کی تحریز و تکھیں میں دیر نہیں کرنی چاہیے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

«لَا يُنْهِيَنَّ أَنْتَ هُنْكَمْ بَنِيَّنَ غَنَّمَ اَنْتَ أَبِيَّ»

"کسی مسلمان کی نعش کو اس کے اہل و عیال میں زیادہ دیر روک کر نہ رکھا جائے۔" [19]

اس کی وجہ یہ ہے کہ میت کسی قسم کے تغیر و تبدل سے محفوظ ہو جاتی ہے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے: "میت کی عزت و تحریم اس کو قبرستان کی طرف جلدی لے جانے میں ہے۔" [20]

مسلمان کی موت کا اعلان کرنا مباح ہے تاکہ اس کی تیاری میں جلدی ہو۔ اس کی نماز جنازہ میں حاضری زیادہ ہو اور دعا میں لوگوں کی شرکت ہو۔ البته نوح بین یاقابل فخر کارناموں کے ساتھ اعلان کرنا جاہلیت کا کام ہے اسی طرح تعزیتی اجلاس منعقد کرنا اور ماتمی مجلس کا انعقاد کرنا اور اہتمام کرنا عدم جاہلیت کو واپس لانا ہے۔

مسحت امریہ ہے کہ میت کی وصیتوں کو جلد نافذ کیا جائے تاکہ اس کو جلد از جلد اجزہ و ثواب مل جائے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اجرائے وصیت کا ذکر ادا نگی قرض کے ذکر سے پلے کیا ہے جس سے اس کی اہمیت کو واضح کرنا اور اس کے اجر اپر رغبت دلانا ہے۔

وصیتوں کے اجر کے بعد میت پر جو قرض ہے یہ انھیں جلد از جلد ادا کیا جائے۔ [21] نوہ وہ اللہ تعالیٰ کے قرض ہوں مثلاً: زکاۃ حج، جائزہ زریا کفارہ یا لوگوں کے قرض ہوں مثلاً: امامت یا غصب شدہ یا عارضی طور پر مانگی ہوئی اشیاء وغیرہ۔ میت نے ان کی وصیت کی ہو یا نہ کی ہو بہر صورت ان کی ادا نگی ہوئی چاہیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

«فَلَمَنْ فَوْسِنْ مُنْلَخَنْ بَرِتَنْ حَقِّيْنْ بَرِتَنْ غَنَّ»

"مومن کی جان اس کے قرض کے ساتھ لٹکی رہتی ہے حتیٰ کہ اسے ادا کر دیا جائے۔" [22]

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ قرضہ میت کے ذمے رہتا ہے اور اس وجہ سے اسے جنت میں جانے سے روک دیا جاتا ہے۔ اس حدیث شریف میں میت کے قرضے کی ادا نگی پر رغبت دلائی گئی ہے لیکن یہ تب ہے جب میت کا مال ہو جس سے اس کا قرضہ ادا ہو سکے۔ اگر کسی میت کے پاس زندگی میں مال نہ تھا اور وہ قرض کی ادا نگی کا پختہ ارادہ رکھتا تھا تو



احادیث میں ہے اللہ تعالیٰ اس کی طرف سے خود اکر دے گا۔ [23]

میت کو غسل ہینے کا طریقہ اور اس کے مسائل

احکام جنازہ میں سے ایک حکم یہ بھی ہے کہ میت کو وہ شخص غسل دے جو اس کا سلیقہ و طریقہ جاتتا ہو اور غسل دے سکتا ہو۔ ایک شخص اوثنی سے گر کر مر گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اغسلوه ہبایہ و سندز"

"اسے پانی میں بیری کے پتے ڈال کر غسل دو۔" [24]

میت کو غسل ہینے کے بارے میں اہل اسلام کا قول اور عمل تواتر سے چلا آ رہا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات کے بعد غسل دیا گیا۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظاہری اور باطنی طور پر پاک تھے تو پھر کسی دوسرے مسلمان کو غسل کیوں نہ دیا جائے؟ غسل میت ان لوگوں پر فرض کفایہ ہے جنہیں اس کی وفات کا علم ہو جائے۔

میت مرد ہو تو اسے مرد ہی غسل دے۔ بہتر اور افضل یہ ہے کہ میت کو غسل ہینے کے لیے کسی باعتماد اور مسائل غسل سے واقف شخص سے کام لیا جائے کیونکہ یہ ایسا شرعی حکم ہے جس کا ایک خاص طریقہ و سلیقہ ہے لہذا سے صحیح طور پر وہی شخص سر انجام دے سکتا ہے جو اس بارے میں احکام شرعیہ سے واقف ہو۔ اگر اس بارے میں میت نے کسی خاص شخص کو وصیت کی ہو تو اسے غسل ہینے کا موقع دیا جائے بشرطیکہ وہ بحاجا اور قابل اعتماد ہو جیسا کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصیت کی تھی کہ انھیں ان کی یوں سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا دے۔ [25]

واضح رہے اس روایت سے یوں کا خاؤند کو غسل ہینے کا جواز بھی ثابت ہوتا ہے۔ اسی طرح مرد کے لیے جائز ہے کہ وہ اپنی فوت شدہ بیوی کو غسل دے (جیسا کہ سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو غسل دیا تھا)۔ [26] سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصیت کی تھی کہ بعد از وفات انھیں محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ غسل دین۔ [27]

اگر میت نے کسی خاص شخص کے بارے میں وصیت نہ کی ہو تو میت کا باپ غسل دے بیٹے کو غسل ہینے کے لیے باپ زیادہ مناسب اور بہتر ہے کیونکہ باپ اپنے بیٹے پر زیادہ شفقت و رحیم ہوتا ہے۔ اگر بوقت وفات باپ موجود یا زندہ نہ ہو تو میت کا دادا باپ کے قائم مقام سمجھا جاتا ہے لہذا وہ غسل دے۔ پھر عصبات یعنی بھائی چچا وغیرہ پر یہ فرض عائد ہوتا ہے۔ اگر یہ سب نہ ہوں یا انکار کر دیں یا انھیں طریقہ غسل نہ آتا ہو تو پھر کسی بھی اجنبی شخص سے یہ کام لیا جا سکتا ہے جو طریقہ غسل سے واقف ہو۔

میت عورت ہو تو اسے عورت ہی غسل دے بہتر یہ ہے کہ جس متعین عورت کے بارے میں وصیت کی گئی ہو وہ غسل دے بشرطیکہ وہ طریقہ غسل کا علم رکھتی ہو۔ ورنہ میت اقرباء میں سے کوئی بھی عورت غسل دے سکتی ہے جو احکام غسل جانتی اور سمجھتی ہو۔

عورت، عورت کو اور مرد، مرد کو مذکورہ ترتیب کے مطابق غسل دے۔ خاؤند یا بیوی میں سے کوئی ایک فوت ہو جائے تو دوسرا اسے غسل دے سکتا ہے جیسا کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کی بیوی سیدہ اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے غسل دیا یا سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غسل دیا تھا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین میں (اس کے علاوہ) اور بھی متعدد مثالیں موجود ہیں۔

سات برس سے کم عمر والا فوت شدہ، پچھہ ہو یا پچھی اسے مردیا عورت کوئی بھی غسل دے سکتا ہے۔

ابن منذر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اہل علم کا اس امر پر اجماع ہے کہ عورت پھر ٹیکے کو نہلا سکتی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ پھر ٹیکے کا اس کی زندگی میں بھی ستر کا مسئلہ نہیں



نیز جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے ابراہیم علیہ السلام کا انتقال ہوا تھا تو عورتوں ہی نے اسے غسل دیا تھا۔ [29]

سات برس یا اس سے زائد کے بچے کو عورت غسل نہ دے۔ اسی طرح سات برس یا اس سے زیادہ عمر کی بچی کو کوئی مرد غسل نہ دے۔

کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ وہ کسی مرے ہوئے کافر کو غسل دے اس کا جنازہ اٹھائے اسے کفن پہنائے اس پر نماز پڑھے یا اس کے جنازے میں شامل ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِذْ مُؤْمِنُو الْأَنْوَارِ تَرَوُنَّا غَضِيبَ اللَّهِ عَلَيْمَ ... ۲۹ ... سورة المسجدة

"اے مسلمانو! تم اس قوم سے دوستی نہ رکھو جن پر اللہ نے غصب نازل کیا۔" [30]

یہ آیت کریمہ لپتے عموم کے اعتبار سے کافر کو غسل میتے اٹھانے اور اس کے جنازے میں شامل ہونے کی حرمت پر دلالت کرتی ہے نیز فرمائی ہے:

وَلَا تُصَلِّنَ عَلَى أَجْدَعِ مِنْهُمْ مَا تَأْتِي أَوْلَاقَمْ عَلَى قَبْرِ وَإِلَّمْ كَفَرَ وَإِلَّا ... ۴۵ ... سورة التوبہ

"ان میں سے کوئی مر جائے تو آپ اس کی نماز جنازہ ہرگز نہ پڑھیں اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہوں یہ اللہ اور اس کے رسول کے منکر ہیں۔" [31]

اور ارشاد اعلیٰ ہے:

مَا كَانَ لِلّٰهِ وَالنَّبِيِّ وَالنَّبِيُّوْنَ إِذْ مُؤْمِنُو الْأَنْوَارِ يَتَعَفَّفُونَ لِلشَّرِكِينَ ... ۱۱۳ ... سورة التوبہ

"پیغمبر کو اور دوسرے مسلمانوں کو جائز نہیں کہ مشرکین کے لیے مفتر کی دعا مانگیں۔" [32]

کوئی کسی کافر کو دفن بھی نہ کرے البتہ جب کافروں میں سے کوئی دفن کرنے والا نہ ہو تب کوئی مسلمان زمیں میں گڑھا کھود کر اسے پھچا دے تاکہ اس کی لاش خراب ہونے سے نہ نہ لوگوں کو تکلیف نہ ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے کفار مقتولوں کو گھسیٹ کر کنوں میں پھینک دیا تھا۔ مرتد شخص مثلاً: نماز کو قصد ہو جھوڑنے والا یا (کفر کی حد تک پہنچانے والی) بدعت کے مرتکب کا بھی یہی حکم ہے۔ واضح رہے کافر زندہ ہو یا کافر مردہ ایک مسلمان کا یہی موقف ہونا چلتی ہے کہ وہ بغرض و بیزاری کے لائق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے لپتے غلبل ابراہیم علیہ السلام اور ان کے اہل ایمان ساتھیوں کے بارے میں فرمایا:

إِذْ قَاتَلُوكُوْمْ إِتَّابِرُوا مِنْكُمْ وَمَحَا تَبْعِدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ كَفَرُوا بِكُمْ وَبِدَا بِيَقْنَاطِا وَمِنْكُمُ الْمُفْدُوْةُ وَالْمُغْسَلُوْهُ اَبْدَعَتِي تُؤْمِنُوا بِاللّٰهِ وَحْدَهُ ... ۴ ... سورة المسجدة

"جب کہ ان سب نے اپنی قوم سے برلا کرہ دیا کہ بے شک ہم تم سے اور جن جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو ان سب سے بالکل بیزار ہیں ہم تمہارے (عقائد کے) منکر ہیں جب تک تم اللہ کی وحدانیت پر ایمان نہ لاوہمارے اور تمہارے درمیان ہمیشہ کے لیے بغرض وعداوت ظاہر ہو گئی۔" [33]

اور فرمایا:

لَا تَنْهِيْلُ مِنْوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ لَوْلَا دُونَ مَنْ حَادَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ وَلَا كَانُوا إِبَاءَ بَاهِمْ أَوْ أَبْنَاءَ بَاهِمْ أَوْ أَنْوَاعِهِمْ أَوْ عَشِيرَهِمْ ... ۲۲ ... سورة المجادلة



"اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھنے والوں کو آپ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرنے والوں سے محبت رکھتے ہوئے ہر گز نہ پائیں گے کوہہ ان کے باپ یا ان کے میٹے یا ان کے بھائی یا ان کا کنیہ قبیلہ ہی کیوں نہ ہو۔" [34]

در حقیقت اس کی وجہ یہ ہے کہ کفر اور ایمان دونوں باہم متنادیں لگا رہے دشمنی محسن اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دین کی خاطر ہے اسکے لیے وہ زندہ ہوں یا مردہ ان سے دوستی اور محبت قطعاً جائز نہیں ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمارے دلوں کو حق پر قائم رکھے اور ہمیں راہ راست کی پدایت دے۔

جس پانی سے میت کو غسل دینا ہو وہ پاک صاف اور ٹھنڈا ہونا چاہیے البتہ میت کے جسم سے اگر میل کچلنا مقصود ہو یا سخت سردی ہو تو گرم کر لینے میں کوئی حرج نہیں۔

میت کو غسل ایسی بگہ دننا جائیے جو نظر وں سے محفوظ ہوا کسی گھر میں پھٹت کئے نجی ہوں کسی خیرہ وغیرہ کے اندر رہو۔

غسل میں سے قبل میت کی ناف سے لے کر گھٹنوں تک جسم کو کسی کپڑے سے ڈھانپ کر رکھنا ضروری ہے۔ پھر اس کے کپڑے لہارے جائیں اور غسل کے تختے پر لٹایا جائے جو پاؤں کی جانب سے قدر سے نیچا ہوتا کہ جسم کا میل کچھل اور مستقبل پانی پاؤں کی طرف سے بہ جائے۔

غسل کے مقام پر عمل میں والا یا غسل میں تعاون کرنے والا ہی موجود ہو۔ وہاں زائد افراد کی موجودگی درست نہیں۔

طريقه غسل

غسل وینے والا شخص اولاد میت کا سر اس قدر اٹھائے کہ وہ بیٹھنے کی حالت کے قریب ہو جائے پھر اس کے پیٹ پر آہستہ آہستہ اور دبا کر ہاتھ پھیرے تاکہ جسم سے نکلنے والی نجاست نکل جائے اور ساتھ ساتھ بانی بھی خوب سہائے تاکہ وہاں نجاست ٹھہرنے سکے۔ پھر غسل وینے والا لبینے ہاتھوں یہ رسوئی وغیرہ کریں کہی تھیں اپنے چڑھا کر میت کو استخفا کروائے۔

پھر غسل کی نیت کرے۔ بسم اللہ پڑھے نماز کی طرح اسے وضو کرنے البتہ کلی کلیے منہ میں اور اسی طرح ناک میں پانی ٹلنے کی ضرورت نہیں بلکہ ترہاتھوں یا گلے کپڑے کے ساتھ اس کے دانت منہ اور ناک کو صاف کر لینا کافی ہے۔ پھر اس کا سر اور داڑھی بیری کے پتوں والے پانی یا صابن سے دھونے۔ پھر اس کے جسم کی داہنی جانب بلوں دھونے کہ گردن سے شروع کرے پھر کندھا اور پہ بزاو اور ہاتھ دھونے پھر جسم کی داہنی جانب پاؤں تک دھونے پھر اسے باہمی پھلوپ اٹھائے اور اس کی کمر اور پشت کی داہنی جانب دھونے۔ اسی طرح باہمی جانب دھونی جائے پھر داہنی جانب اٹھا کر اس کی کمر اور پشت کی باہمی جانب دھونے۔ غسل کے ساتھ بیری کے پتے یا صابن استعمال کیا جائے۔ بہتر یہ ہے کہ یوقت غسل ہاتھ پر کپڑے کی تھیلی چڑھائی جائے۔

اگر صفائی حاصل ہو جائے تو ایک ہی بار پانی کا استعمال کافی ہے البتہ تین تین بار پانی بھانا مسحوب ہے۔ اگر اس سے بھی صفائی حاصل نہ ہو تو سات بار تک اعضاء دھوئے جا سکتے ہیں۔ آخری باری پانی میں کافور شامل کریا جائے۔ کیونکہ وہ میت کے بدن کو بچانو شبودار اور ٹھنڈا کر دیتا ہے۔ نیز آخر میں کافور کا استعمال کرنے سے اس کا اثر زیادہ دریک ناک مارے گا۔

غسل ہینے کے بعد میت کے بدن کو کسی کپڑے وغیرہ سے خشک کیا جائے۔ اس کی مونچھیں کاٹی جائیں ناخن لبے ہوں تو تراش دیے جائیں بغلوں کے بال صاف کر دیے جائیں۔ [35] اگر میت عورت ہو تو اس کے سر کی تین لش بنائی جائیں اور انہیں پوچھے کی طرف ڈال دما جائے۔

اگر میت کو غسل ہینے کلیے پانی میرنہ ہو یا پانی کے استعمال سے اس کا جسم خراب ہونے کا اندریشہ ہو۔ مثلاً: میت کا وجود آگ سے جلا ہوا ہو یا اسے کوڑھ وغیرہ کا مرض ہو۔ یا مردوں میں کسی عورت کی میت ہو جس کا خاوند وہاں موجود نہ ہو (اور اسے غسل ہینے کلیے کوئی عورت بھی موجود نہ ہو) یا عورتوں میں مرد میت ہو جسے غسل ہینے کلیے اس کی بیوی نہ ہو (نہ وہاں کوئی اور مرد ہو) تو ان احوال میں میت کو منٹی کے ساتھ تیکم کروادا جائے جس کی صورت یہ ہو کہ مسح کروانے والا لینے ہاتھ کوئی چجز لبیٹ لے اور میت کے چہرے اور



ہتھیلیوں پر مسح کرے۔

اگر میت کے بعض اعضاء دھونے مشکل ہوں تو جن اعضاء کو دھونا ممکن ہو دھو دیا جائے اور باقی اعضاء پر مسح کر دیا جائے۔

جو شخص میت کو غسل دے اس کے لیے غسل کرنا مستحب ہے واجب نہیں۔

کفن پہنانے کے احکام

میت کو غسل ہینے اور اس کے بدن کو خشک کرنے کے بعد میت کو کفن پہنایا جائے۔

میت کو لیے کپڑوں میں کفن دیا جانے جو اس کے سارے بدن کو ٹھیک طرح ڈھانپ لیں۔ صاف سترے ہوں سنئے اور سفید کپڑے مستحب ہیں۔ البتہ دھلے ہوئے ہوئے ہوں تو بھی درست ہیں۔

ایک کپڑے میں کفن دینا واجب ہے جو میت کے پورے بدن کو ٹھیک طرح ڈھانپ لے جب کہ مرد کے لیے تین اور عورت کے لیے پانچ کپڑے مستحب ہیں جس میں تہ بند، سرکی اوڑھنی، قمیص اور دوپڑی چادر میں ہوں گی۔ کفن کے کپڑوں پر عرق گلاب پھر کنے کے بعد خوشبو (لوبان وغیرہ) کی دھونی دینا مستحب ہے تاکہ اس دھونی کا اثر باقی رہے۔ [36]

میت کو کفن پہنانے کا طریقہ یہ ہے کہ تین چادر میں لے کر انھیں ایک دوسری کے اوپر پکھا دیا جائے۔ پھر میت کو اس طرح لایا جائے کہ اس کا ضروری ستر ڈھانپا ہوا ہو اور اسے چادروں کے اوپر چوتھا لٹا دیا جائے۔

پھر میت کے نیچے پنجھی ہوئیں چادروں میں سے سب سے اوپر والی چادر کا بایاں کنارہ میت کے بدن پر لوں ڈال دیا جائے کہ میت کی داہنی جانب ہجھ پ جائے۔ پھر اسی چادر کا داہنی جانب کا کنارہ پکڑ کر میت کی باہنی جانب پر ڈال دیا جائے۔ پھر اسی طرح دوسری پھر تیسری چادر سے میت کو پچھا دیا جائے۔ یاد رہے چادر کا زائد حصہ قدموں کی نسبت سر کی جانب زیادہ ہونا چاہیے جو اس کے چہرے پر ڈال دیا جائے۔ پاؤں کی جانب چادر کا ہوزاہد حصہ ہو وہ اس کے قدموں پر ڈال دیا جائے پھر ان چادروں کو احتیاط سے باندھ دیا جائے تاکہ قبر میں ٹلنے تک کھل نہ سکیں۔ میت کو قبر میں لٹا کر یہ بند ہن کھول دیے جائیں۔

عورت کو پانچ کپڑوں میں کفن دیا جائے ایک چادر جو اس کا کام دے دوسری چادر قمیص کے طور پر ہو تیسری چادر دوپٹہ کی جگہ پر ہوا اور دوپڑی چادر میں جسم کو پھپانے کے لیے ہوں۔

نماز جنازہ کے احکام

مسلمان میت کو کفن پہنانے کے بعد اس کی نماز جنازہ ادا کی جائے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"مَنْ فَيْدَ إِنْجَارَةً تُبَطَّلَ عَيْنَاهُ قِيرَاطٌ، وَمَنْ شَبَّهَ تَبَقْقِيَّةً قَدْرَ تَبَقْقِيِ الطَّاغَانِ" (قل: فَإِنْجَارَةً تُبَطَّلَ عَيْنَاهُ قِيرَاطٌ، قَدْرَ تَبَقْقِيَّةً قَدْرَ تَبَقْقِيِ الطَّاغَانِ)، قال: ((مثل إنجاراتي نسبتين))."

"جو شخص کسی جنازہ میں شامل ہوا پھر اس کی نماز جنازہ ادا کی تو اس کے لیے ایک قیراط اجر ہے اور جو دفن کرنے تک میت کے ساتھ رہا اسے دو قیراط ثواب ملے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال ہوا کہ قیراط کیا ہیں؟

آپ نے فرمایا: دو غظیم پہاڑوں کے برابر۔" [37]



ماناز جنازہ فرض کفایہ ہے اگر کچھ افراد مانا جنازہ ادا کر لیں تو دوسرا سے لوگ گناہ گارنے ہوں گے۔ البتہ ان کے حق میں سنت کا درج ہو گا۔ اور اگر کسی میت کی مانا جنازہ کوئی نہ پڑھے گا تو سب گناہ گار ہوں گے۔

نمای جنازہ کی شرائط یہ ہیں: نیت کرنا، قبل طرف رخ کرنا، ستر کوچھ پانماز جنازہ ادا کرنے والے اور میت دونوں کا پاک صاف ہونا نجاست کو دور کرنا نماز جنازہ ادا کرنے والے اور میت دونوں کا مسلمان ہونا میت کا موجود ہونا اگر اس کا تعلق اس شہر سے ہے۔ نمازی کا ملکفت (عقل بالغ) ہونا۔

نماز جنازہ کے ارکان یہ ہیں : قیام کرنا چار تکمیلیں کہنا، سورۃ فاتحہ پڑھنا بھی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنا میت کے لیے دعا کرنا ترتیب قائم رکھنا اور سلام پھیرنا۔

نماز جنازہ کی سنتیں یہ ہیں : بہر تکمیر کے ساتھ رفع الیہ میں کرنا قرآن شروع کرنے سے پہلے توزع پڑھنا لپیٹنے اور اہل اسلام کے لیے دعا کرنا سر افرآءت کرنا۔ [38] جو تھی تکمیر اور سلام کے درمیان تھوڑا سا وقفہ کرنا سینہ پر ہاتھ پر ہاتھ باندھنا اور صرف دائیں جانب سلام پھیرننا۔ [39]

نماز جنازہ کا طریقہ درج ذیل ہے:

نماز جنازہ پڑھنے والا اکیلا ہو یا جماعت کا امام ہو۔ اگر میت مرد ہو تو اس کے سینے کے بال مقابل کھڑا ہوا اور اگر میت عورت ہو تو اس کے جسم کے درمیانی حصے کے بال مقابل کھڑا ہو جو بکہ مفتندی امام کے پچھے کھڑے ہوں۔ " [40]

حاضرین کی کم از کم تین صیفی بنانا مسنون ہے (زیادہ کی کوئی حد نہیں) پھر تکبیر تحریک کے اور دعائے استفتاح پڑھے بغیر تزوہ و تسمیہ کے بعد سورۃ فاتحہ پڑھے پھر دوسری تکبیر کہ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر (نمازو والا) درود شریف پڑھے۔ پھر تیسرا تکبیر کہ کمیت کے لیے ما ثورہ (مسنون) دعائیں پڑھے نماز جنازہ کی چند ایک دعائیں درج ذہلیں ہیں۔

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِعَبْدِنَا وَمَسْئَاهَا وَكُرْبَاهَا وَأُنْثِيَاهَا وَشَامِيَةَا وَغَامِيَةَا، اللَّهُمَّ اخْزُنْهَا أَخْزَنَهَا فَأَخْزِنْهَا عَلَى الْإِسْلَامِ، وَمَنْ تُوَفِّيَتْ مَنَا فَأَخْرِجْهَا عَلَى الْإِسْلَامِ، اللَّهُمَّ اخْزُنْهَا أَخْزَنَهَا فَتُوفَّى عَلَى الْإِسْلَامِ، وَمَنْ تُحْكَمْتَنَا فَأَخْرِجْهَا عَلَى الْإِسْلَامِ، وَلَا يَحْلُّنَا بَعْدَهُ ".

"اے اللہ! ہمارے زندوں کو، مردوں کو، حاضرین کو، غیر حاضرین کو، بچوں کو، بیٹوں کو، اور عورتوں کو بخشن دے (تو ہمارے مقام اور ٹھکانے کو جاتا ہے اور توہر چیز پر قادر ہے) اے اللہ! ہم میں سے جسے تو زندہ کئے اسے سلام پر زندہ رکھنا اور جسے موت دے اسے ایمان پر موت دینا۔ اے اللہ! ہمیں اس کے اجر سے محروم نہ کرنا اور نہ اس کے بعد ہم، گمراہ کرنا۔" [41]

دوسرا دعا:

"اے اللہ! اس (میت) کو بخشن دے اس پر رحم فرمائے (عذاب اور سزا سے) عافیت میں رکھ اسے معاف کر دے اس کی "محیی مہماں فرما۔ اس کی قبر کشادہ کر اسے پانی برف اور اولوں سے دھو دے اس کے گناہ اور خطایں دھو کر لیے صاف کر دے جس طرح سفید کپڑا دھو کر میل کچل سے صاف کیا جاتا ہے۔ اسے اس کے گھر سے بہتر کھر عطا کر، اس جوڑے سے بہتر جوڑا دے اسے جنت میں داخل کر، اسے قم اور آگ کے عذاب سے محفوظ رکھ۔" [42]

ہے کلمات بھی بڑھے جا سکتے ہیں :

"فَسَخَّرَ فِي قَوْمٍ أُنْذَانَهُ"



"اس کی قبر کو سین کر اور اسے منور و روشن فرمائیں۔"[\[43\]](#)

اگر میت عورت ہو تو موئٹ کی ضمیر کا استعمال کرے۔[\[44\]](#) اور اگر میت پر ہو تو مندرجہ ذیل دعا پڑھے۔

"لَهُمْ أَنْهِنَّ فِرْقَةً وَذُخْرَ الْوَالِدَيْنِ، وَشَحِيْنَ جَبَابَا، اللَّهُمَّ فَلْلَهُنَّ بِمَوَازِينَهَا، وَأَغْفِنْهُمْ بِأُجُورِهَا، وَأَنْهِنَّ بِصَالِحِ الْمَوْتَىْنَ، وَانْظُرْنَّ لَهُنَّا كَافِرَةً إِنَّهُمْ، وَقَوْنَبْ حِكْمَتْ عَذَابِ أَنْجَمْ، وَأَنْبِلَهُنَّ دَارِيْنَ أَمْنَ دَارِهِ، وَأَنْبِلَهُنَّ أَمْنَ آغْرِيْ، اللَّهُمَّ أَغْنِهُنَّ أَسْلَاقًا، وَأَفْرِطْنَاهُنَّ، وَمَنْ سَقَتْ بِالْإِيمَانِ"

"اے اللہ! اس (بچے) کو اس کے والدین کے لیے (آخرت میں) میر منزل ذخیرہ پڑھ رہا اجر کا باعث بنادے۔ اے اللہ! اس بچے کے ذریعے سے اس کے والدین کی نیکیوں کی ترازو بھاری کر دے اور اس کے سبب ان کا اجر بڑھا دے اور اسے برائیم علیہ السلام کی کفالات میں دے دے اور اسے سلف صاحبین میں شامل کر دے اور اسے جہنم کے عذاب سے بچا کر رکھنا اور اسے دنیا کے گھر سے بہتر گھر بدلتے میں دے اور اسے گھر والوں سے بہتر عطا کر۔ اے اللہ! ہمارے پیش روؤں اور میر منزلوں اور جو ہم سے پہلے ایمان کی حالت میں گزنسے ہیں ان کو معاف فرمائیں۔"[\[45\]](#)

پھر جو تھی تکمیر کے اور تھوڑا سا وقفہ کرے۔[\[46\]](#) پھر داہنی جانب ایک سلام پھیر دے۔[\[47\]](#)

اگر کوئی شخص نماز جنازہ میں اس وقت داخل ہو اجب اس کا کچھ حصہ گزر گیا تھا تو وہ امام کے ساتھ شامل ہو جائے جب امام سلام پھیرے تو وہ بعد میں فوت شدہ حصہ ادا کرے اور پھر سلام پھیر دے۔ اگر اسے یہ محسوس ہو کہ امام کے سلام پھیرنے کے فوراً بعد میت کو اٹھایا جائے گا تو وہ جلدی جلدی تکمیرات مکمل کر لے اور پھر سلام پھیر دے۔

اگر کوئی شخص میت کو دفن کرنے سے پہلے نماز جنازہ ادا نہ کرنا کر سکتا تو اس کی قبر کے سامنے (اور قبل رو) کھڑے ہو کر نماز جنازہ ادا کر لے۔

کسی عورت کا حمل ساقط ہو جائے تو اگر وہ مردہ، پھر چار ماہ یا زیادہ کا ہو تو اس کی نماز جنازہ ادا کی جائے اور اگر چار ماہ سے کم عمر ہو تو اس مردہ بچے کو نماز جنازہ پڑھے بغیر ہی دفن کر دیا جائے۔[\[48\]](#)

میت کو قبرستان لے جانا اور دفن کرنا : میت کو کندھا دینا اور اسے دفن کرنا مسلمانوں پر فرض کفایہ ہے۔ میت کو دفن کرنا کتاب و سنت سے ثابت ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

آلِ بَحْرِ الْأَرْضِ كَفَافًا [۲۵](#) أَحْيَاءً وَأَمْوَالًا [۲۶](#) ... سورۃ المرسلات

"کیا ہم نے زمین کو سمیئنے والی نہیں بنایا؟ زندوں کو بھی اور مردوں کو بھی۔"[\[49\]](#)

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے "ثُمَّ أَمَّا تَرَقْبَرْهُ" پھر اسے موت دی اور پھر قبر میں دفن کیا۔[\[50\]](#)

میت کو دفن کرنے کے بارے میں وارد احادیث بہت زیادہ ہیں اور معروف ہیں علاوہ ازیں یہ عمل نکلی اور بحلائی کا ہے اور اس میں میت کا احترام کرنا اور اس کا نیاں رکھنا پایا جاتا ہے :

جنائزے کے جلوں میں شامل ہونا اور اسے قبر تک پہنچانا مسنون عمل ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

"مَنْ خَيَّبَ اِنْيَازَةَ تَقْبِيلَ عَلَيْنَا قَدْرَ قِيرَاطٍ، وَمَنْ شَيَّبَ تَقْبِيلَ قَدْرَ قِيرَاطَانِ)، قَالَ: (فَإِنَّ قِيرَاطَانَ هُوَ الْأَنْجَيْنَ))"

"جو شخص نماز جنازہ کی ادا نکلی تک جنازے میں شریک رہا اس کے لیے ایک قیراط اجر ہے اور جو شخص دفن کرتے وقت تک شریک رہا اس کے لیے دو قیراط اجر ہے۔ بھیجا گیا قیراط کیا ہیں؛ تو آپ نے فرمایا: دو عظیم پہاڑوں کے برابر۔"[\[51\]](#)



اس حدیث کے علاوہ اور بھی بہت سی روایات میں میت کو قبر تک الوداع کرنے کی تلقین و ترغیب ہے۔

جو شخص جنازے کے ساتھ جائے اس کے لیے مسنون یہ ہے کہ وہ حتی الامکان میت کو کندھاہینے والوں میں شامل ہو۔ میت کو کسی جانور یا گاڑی پر لے جانے میں کوئی حرج نہیں بالخصوص جب قبرستان دور ہو۔

میت کا جنازہ لے جاتے ہوئے مناسب حد تک تیز چلنًا چاہیے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :

"أَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْكُمْ مِنَ الْأَنْوَارِ رَحْمَةً مِنْهُ، وَأَنْ يَكُنْ لَّكُمْ دُبُوكٌ فَقْرُّ تَضَوْرٍ عَنْ رَقَّ بَخْمٍ"

"جنازہ لے جانے میں جلدی کرو اگر وہ (جان) نیک ہے تو تم اسے خیر کی طرف لے جارہے ہو۔ (لہذا جلدی پہنچاؤ) اور اگر وہ (جان) ایسی نہیں اس کا انعام برآبے تو تم اپنی گردنوں سے اس کا بلوچھ جلد اپناردو گے۔" [52]

اس روایت کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ تم حد سے بڑھ کر تیزی رفاری سے چلو بلکہ اطمینان و سکون کے ساتھ چلنًا چاہیے اور جنازہ لے جاتے وقت بلند آواز سے تلاوت قرآن یا الالہ الا اللہ ریاذہ کرو وغیرہ نہ کیا جائے یا استفسار وغیرہ کے لیے کہنا درست نہیں کیونکہ یہ سراسر بدعت ہے۔

جنازے کے ساتھ عورتوں کا گھروں سے نکلا حرام ہے کیونکہ سیدہ ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے :

"ثُنَّا عَنْ ابْنَاءِ ابْنَاءِ ابْنَاءِ"

"ہمیں جنازے کے ساتھ جانے سے منع کر دیا گیا۔" [53]

عبد نبوی میں خواتین اسلام جنازوں کے ساتھ شریک نہیں ہوتی تھیں لہذا جنازوں کے ساتھ جانا صرف مردوں کا کام ہے۔

مسنون یہ ہے کہ قبر گھری اور وسیع بنائی جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :

"أَخْرِزُوهَا وَأَخْمُرُوهَا وَأَوْسِنُوهَا"

"قبر بناو اور سے وسیع [54] اور گھر اکرو۔" [55]

عورت کو قبر میں اتارتے وقت قبر پر پردے کا اہتمام کرنا مسنون ہے کیونکہ عورت کا معنی ہی پرده ہے لہذا حتی الامکان اسے پردے میں رکھا جائے۔

جو شخص میت کو قبر میں اتارے وہ کہے :

"بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
وَعَلٰی بَرَزَرِ رسولِ اللّٰہِ صلی اللّٰہُ عَلٰیْہِ وَسَلَّمَ"

"اللہ کے نام اور اللہ کی توفیق کے ساتھ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملت پر (ہم اسے دفن کرتے ہیں)" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو یہیہ بہایت کی ہے۔" [56]

میت کو قبر میں دائیں پہلو پڑایا جائے کہ اس کے چہرے کارخ جانب قبلہ ہو کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ کے بارے میں فرمایا ہے :



"تم زندہ ہو یا مردہ دونوں حالتوں میں کعبہ تھا راقیہ ہے۔" [57]

قبر میت کے سر کے نیچے اینٹ یا ہتر کھدی جائے یا مٹی کا ڈھیر لگا کر اس کا سر اونچا کر دیا جائے نیز پھرے کے سامنے والی دیوار کے قریب کیا جائے۔ اس کی کمر اور پشت کے پیچے سارے کے طور پر مٹی ڈالی جائے تاکہ اس کا بدن اٹ کر جہہ یا پشت کے بل نہ ہو جائے۔

پھر حمد کو مٹی اور کچی اینٹوں سے مکمل طور پر بند کر دیا جائے۔ پھر اس پر وہی مٹی ڈال دی جائے گی جو قبر کھودتے وقت نمکی تھی اس کے علاوہ مزید مٹی نہ ڈالی جائے۔

قبر کو ایک بالشت اونچا کیا جائے جو اونٹ کی کوہان کی طرح ہوتا کہ بارش سیالب وغیرہ کا پانی اس پر ٹھہر نہ سکے نیز اس پر کنکریاں ڈال دی جائیں اور اس پر پانی کا چھڑ کا وکیا جائے تاکہ مٹی ہم جائے اور ہو یا آندھی سے بکھرنے سکے۔

قبر کو ایک بالشت اونچا کرنے کا مقصد اور حکمت یہ ہے کہ گزرنے والوں کو قبر دکھانی دے تاکہ لوگ اسے پامال نہ کریں بلکہ قبر کی نشاندہی اور حدبندی کو واضح کرنے کی غرض سے اس کے ارد گرد پتھر رکھنے میں کوئی حرج نہیں البتہ اس پر کسی قسم کی تحریر منع ہے۔

جب مسلمان کسی میت کو دفن کر کے فارغ ہوں تو مستحب یہ ہے کہ اس کی قبر پر کھڑے ہو کر اس کے لیے دعا و استغفار کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی مسلمان کو دفن کر کے فارغ ہوتے تو ہاں ٹھہر جاتے اور فرماتے:

"اعظفوا عن تلاؤ زنا و اذى اخلاقیت فما شاء اللہ ينزل" [58]

"الپتہ بھائی کے لیے دعا اور استغفار کرو اور اس کے لیے اللہ تعالیٰ سے ثابت قدمی کا سوال کرو کیونکہ اب اس سے سوالات کیلئے جائیں گے۔" [58]

قبر پر قرآن مجید کی تلاوت کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور نہ آپ کے صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین نے ایسا کیا تhalbaza یہ کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے (اور گمراہی کا نتیجہ جہنم کی آگ ہے)۔

قبوں پر عمارتیں تعمیر کرنا نہیں ہتھروغیرہ سے پختہ کرنا اور ان پر لکھنا سر اسر حرام کام ہے سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

"أَعْنَى زَمَنَ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَجْعَلَ أَنْفُسَهُنَّ أَنْفُسَهُنَّ، وَأَنْ يَتَعَظَّمَ عَلَيْهِنَّ، وَأَنْ يَمْكُثَ عَلَيْهِنَّ" [59]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر کو بخشنہ کرنے اس پر بیٹھنے اور اس پر عمارت کھڑی کرنے سے منع فرمایا ہے۔" [59]

سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

"عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - أَنَّهُمْ أَنْجَلُوا مَنْ يَجْعَلُ أَنْفُسَهُ أَنْفُسَهُ، وَأَنْ يَتَعَظَّمَ عَلَيْهِنَّ، وَأَنْ يَمْكُثَ عَلَيْهِنَّ" [60]

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبوں کو چوناگ کرنے ان پر لکھنے اور عمارت کھڑی کرنے اور انھیں رومنے سے منع فرمایا: [60]

اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ کام شرک کا سبب ہیں اور میت سے بے جا والیں کے وسائل اور ذرائع ہیں کہ جامل لوگ جب کسی قبر پر خوبصورت عمارت دیکھیں گے تو اس کے ساتھ



غیر شرعی طریقے سے وابستہ ہو جائیں گے۔

قبوں پر چراغاں کرنا، وہاں مساجد تعمیر کرنا، ان قبوں کے قریب یا ان کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرنا حرام ہے، علاہ ازمیں عورتوں کا قبوں کی زیارت کے لیے کثرت سے جانا بھی حرام ہے کیونکہ حدیث شریف میں ہے:

"لَئِنْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَارَاتِ الْمَقْبُورِ"

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کثرت سے قبوں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔" [61]

نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"لَئِنْ أَنْهَا نِسْوَةٌ وَالظَّاهَرُ إِنَّهُ مُحْنَكٌ وَأَنْهُ مُحْنَكٌ مَنْ مَنَّ بِهِ"

"اللہ تعالیٰ کی لعنت ہوان یہود و نصاریٰ پر مجھوں نے لپٹنے انہیاً کے کرام کی قبوں کو سجدہ گاہ بنایا۔" [62]

واضھ رہے تعظیم کی خاطر قبوں پر عمارت وغیرہ دنیا میں پائے جانے والے شرک کی ایک بندی اور اصل سبب ہے:

قبوں پر چلنا انھیں جو توں سے پامال کرنا ان پر یہ میٹھنا ان پر کوڑا کر کٹ پھیٹکنا یا پانی کا نکاس ان کی طرف کر دینا یہ قبوں کی توبین ہے جو حرام ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"لَأَنْ مَجْنَانَ أَنْدَمَ كُمْ عَلَى مَخْرُقِهِ فَقِيرٌ مَيَاهٌ فَقِيرٌ كُمْ عَلَى بَدْنِهِ خَيْرٌ مَذْمُونٌ أَنْ مَجْنَانَ عَلَى كُبْرٍ"

"کوئی شخص آگ کے انگاروں پر بیٹھ جائے جس سے اس کے کمپ سے جل جائیں حتیٰ کہ آگ کا اثر اس کی جسمانی جلد کو پہنچ جائے تو یہ تکلیف اس کے قبر پر بیٹھنے سے بہتر ہے۔" [63]

امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جو شخص قبوں پر بیٹھنے ان پر تکیہ لگانے انھیں پامال کی مانعت روایات پر غور و تدبر کرے گا اسے معلوم ہو گا کہ یہ جملہ امور اہل قور کے احترام کی خاطر ہیں تاکہ ان کے سروں کو جو توں کے ساتھ رومندہ جائے۔" [64]

تعزیت اور زیارت قبور کے احکام

میت کے لواحقین سے تعزیت کرنا، انھیں صبر کی تلقین کرنا اور میت کے لیے دعا کرنا مستحب ہے، سیدنا عمرو بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"نَمِمَّ مَوْهِمٌ لَنْ يَغْرِي أَخَاهُ بِمُسْبِبِ الْأَكْنَاءِ اللَّهُ يُنْهِمُ مَنْ خَلِّ الْجَاهِيَّةَ لِنَمِمَّ الْجَاهِيَّةَ"

"جو مومن شخص لپٹنے بھائی کے ساتھ اس کی مصیبت کے وقت تعزیت کرے گا اللہ تعالیٰ روز قیامت اسے عزت کا باب اس پہنائے گا۔" [65]



اس مضمون کی اور بھی روایات ہیں۔

(1)۔ کلمات تعزیت اس قسم کے جائیں کہ جن کا مضموم یہ ہو: "اللّٰہ تعالیٰ تحسین اس مصیبت پر اجر عظیم دے اور صبر حمیل کی توفیق دے اور تمہارے فوت شدہ کو معاف فرمائے۔"

(2)۔ تعزیت کے لیے یہ سچنے کا اہتمام کرنا اور اس کا اعلان کرنا (جیسا کہ آج کل رواج ہے) شرعاً درست نہیں۔

اہل میت کے لیے کھانا تیار کر کے ان کی طرف بھیجا مسحیب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اضْعُوا لِلّٰهِ عَزَّوجلَّ طَغَيْرَهَا فَإِنَّهُ قَدْ جَاءَ بِمَا أَنْتُمْ تَشْتَهِمُونَ"

"بعض (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے خاندان کے لیے کھانا تیار کرو کیونکہ ان پر ایسی مصیبت آگئی ہے جس نے انھیں مشغول کر دیا ہے۔" [66]

آج کل دیکھا گیا ہے کہ بعض لوگ، یعنی اہل میت کے لواحقین پہنچے ہاں لوگوں کو ایک جگہ بلاستے اور جمع کر لیتے ہیں۔ ان کے لیے کھانا تیار کرتے ہیں، پھر ایصال ثواب کی خاطر قاریوں کو اجرت دے کر ان سے قرآن مجید پڑھواتے ہیں اور اس موقع پر لمحنا خاصاً میں بوجھ اٹھاتے ہیں، یہ تمام کام سراسر حرام اور بدعت ہیں، چنانچہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سیدنا جیری بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا:

"أَنَا أَنْهَاكُ الْإِنْجِيلَ إِلَى أَهْلِ الْجَنَاحِ وَمُنْتَهِيَ الْفَخَامَ يَقْدِمُ ذُفْرِي مِنَ الْجَنَاحِ"

"اہل میت کو دفن کرنے کے بعد اہل میت والوں کے ہاں جمع ہونے اور کھانا تیار کرنے کو نوحہ میں شمار کرتے تھے۔" [67]

اس روایت کے راوی ثقہ ہیں۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "میت کے لواحقین کا لوگوں کو کھانے پر جمع کرنا، ان سے تلاوت کرونا اور پھر انھیں تحائف دینا یہ عمل سلف صالحین کے ہاں معلوم و معروف نہ تھا بلکہ اہل علم نے متعدد وجوہ کی بنابرائے مکروہ قرار دیا ہے۔"

علامہ طرطوشی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "علمائے کرام کا اس امر پر اجماع ہے کہ تعزیتی اجلاس منعقد کرنا اور مصیبت کے وقت اجتماع کرنا ممنوع ہے جو نہایت قبح بدعت ہے۔ اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ بھی مตقوں نہیں۔ اسی طرح دوسرے، تیسرا، جو تھے، ساتویں روز یا ماہانہ محفل کا اہتمام و اعتماد کرنا یا سالانہ برسی، عرس منعقد کرنا، اس کا قطعاً کوئی شرعی ثبوت نہیں۔ اگر یہ خرچ میت کے ترک میں سے ہو اور میت کا کوئی وارث لپنے مال میں تصرف کرنے کا اعلان نہ ہو (مثلاً: بنا بانج، بچہ) یا ان میں سے کسی ایک نے اجازت نہ دی ہو تو یہ خرچ حرام ہے اور اسی طرح کا کھانا کھانا بھی حرام ہے۔"

(3)۔ مردوں کے لیے قبرستان جانا مسحی ہے بشرط یہ کہ عبرت و نصیحت حاصل کرنا مقصود ہو اور مردوں کے لیے دعا اور استغفار کرنا غرض ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"كُنْتُ نِسْخَمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ لَا فِرْوَرَهَا"

"میں تحسین قبروں کی زیارت سے روکتا تھا، اب تم ان کی زیارت کے لیے جایا کرو۔" [68]



جامع ترمذی میں یہ اضافہ ہے :

"فَاتَّهِمْ بِكُلِّ الْأَخْرَةِ"

"قبروں کی زیارت آخرت کی یادتازہ کرتی ہے۔" [69]

(4) - تمین شرائط کا حاضر رکھتے ہوئے زیارت قبور مسحیب ہے جو درج ذیل ہیں :

1- زیارت کرنے والے مرد ہوں، عورتیں نہ ہوں کیونکہ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے :

"لَعْنَ الطَّرِزَاتِ الظَّوَّارِ"

"قبروں کی کثرت سے زیارت کرنے والی عورتوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔" [70]

2- زیارت قبور کے لیے کسی دوسرے شہر کا سفر نہ کیا جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :

"لَا تُنْهِيَ الرِّعَايَ إِلَّا لِيُغَلِّظَ مَسَاجِدَ"

"تمین مساجد کے علاوہ کسی اور جگہ کی زیارت کے لیے درخت سفر نہ باندھا جائے۔" [71]

3- زیارت قبور کا مقصد عبرت و نصیحت حاصل کرنا اور فوت شدہ کے لیے محن دعا کرنا ہو۔ اگر مقصد قبروں سے تبرک کا حصول ہو یا فوت شدگان سے حاجت روائی یا مشکل کشانی کی درخواست کرنا ہو تو یہ زیارت نہ صرف بدعت ہے بلکہ شرک کا ارتکاب ہے۔

شیعۃ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں : "قبروں کی زیارت دو طرح کی ہے : شرعی اور بد عی۔ زیارت شرعی کا مقصد میت کو سلام کھانا اور (رخت سفر باندھے بغیر) نماز جنازہ کی طرح اس کے حق میں دعائیں کرنا ہوتا ہے، جب کہ زیارت بد عی کا مقصد میت سے اپنی حاجت طلب کرنا ہوتا ہے جو "شرک اکبر" ہے۔ اگر کوئی کسی قبر یا صاحب قبر کو دعائیں و سیله بنلاتا ہے تو یہ بدعت ہے اور ذریعہ شرک ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں اور نہ سلف صالحین اور انہم کرام نے اسے پسند و اختیار کیا ہے۔" [72]

[1] - زاد المعاو 1/498 - بتصرف میر.

[2] - جامع الترازد بباب ماجاء في ذكر الموت حدیث 2460-2307 وسنن النسائي بباب كثرة ذكر الموت حدیث 1925 وسنن ابن ماجه بباب الموت والاستعداله حدیث 4258 ومسند احمد 2/293-293.

[3] (ضعیف) جامع الترمذی صفت القيامة باب فی بیان ما یقضیه الاستیاء من اللہ حق الحیاء حدیث 2458 و ضعیف الجامع الصغیر و زیادته حدیث 805-806.

[4] - الانباء 21-83.

[5] - رواه البخاری محدثاً الاشربه بباب شراب الکلواد اعسل قبل حدیث 5641.

[6]- (ضعیف) السناد) سنن ابن داود الطب باب فی الوبی المکروہ حدیث 3874۔

[7]- صحیح مسلم الاشرب باب تحریم التداوی بالخمر و بیان لیست بدوع حدیث 1984۔

[8]- زاد المعاد 4/144۔

[9]- صحیح البخاری الجنازہ باب الامر بتابع الجنازہ حدیث 1240 و صحیح مسلم السلام باب من حق المسلم للصلام رد السلام حدیث 2162۔

[10]- صحیح البخاری التوحید باب فی الشیء والارادۃ حدیث 7470۔

[11]- صحیح البخاری کتاب و باب الوصایا حدیث 2738۔ و صحیح مسلم الوصیہ باب وصیہ الرجل مکتوبہ عنده حدیث 1627۔

[12]- صحیح البخاری التوحید باب قول اللہ تعالیٰ : "وَسَبَّرْكُمُ اللَّهُ نَفْسَهُ" حدیث 7405۔ و صحیح مسلم الذکر والدعا و التوبہ باب فضل الذکر الدعا حدیث 2675۔

[13]- صحیح مسلم الجنازہ باب تلقین الموتی لا الال اللہ حدیث 916۔

[14]- سنن ابن داود الجنازہ باب فی التلقین حدیث 3116۔

[15]- (ضعیف) سنن ابن داود الجنازہ باب القراء عند المیت حدیث 3121۔ و سنن ابن ماجہ الجنازہ باب ما جاء فیما یقال عند المرض اذا حضر حدیث 1448۔

[16]- قریب الوقائع شخص کے پاس سورۃ لمیں پڑھنے والی روایت نہایت ضعیف ہے۔ (صارم)

[17]- صحیح مسلم الجنازہ باب فی الغاضب المیت والدعا له اذا حضر حدیث 920۔

[18]- صحیح البخاری اللباس باب البر و دوائحہ والشمل حدیث 5814۔

[19]- (ضعیف) سنن ابن داود الجنازہ باب تجمیل الجنازہ و کراہیہ جسم حدیث 3159۔

[20]- المعنی والشرح الکبیر 2/310۔

[21]- سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ تم قرآن مجید میں وصیت کا ذکر قرض نے سے پہلے پڑھتے ہو لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لپنے فیصلہ میں قرض کو وصیت پر مقدم رکھا ہے۔ (جامع الترمذی الفراض باب ما جاء فی میراث الانوحة حدیث 2094) اس روایت کی روشنی میں میت کے قرض نے اس کی وصیت کے اجراء سے پہلے ادا ہوں گے۔ (صارم)

[22]- جامع الترمذی الجنازہ باب ما جاء ان نفس المؤمن معلقة بدینہ حدیث 1078 و سنن احمد 440/2۔ میت کا قرض زندہ لوگوں کو ادا کرنا چاہیے خواہ اقارب ہوں یا اجنبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مقروض کا جنازہ پڑھنے سے انکار کیا تو ابو قاتا وہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی "اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اس کا جنازہ پڑھائیں اس کا قرض میں ادا کروں گا۔" (صحیح البخاری حدیث 2289) تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنازہ پڑھایا۔ بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمادیا تھا کہ : "وَمَنْ تَرَكَ دِيَنًا أَوْ ضِياعًا فَإِلَى وَعْلَى" "اگر کوئی مقروض فوت ہو جائے یا اس کے بیوی، بیوی کی دیکھ بھال کرنے والا کوئی نہ ہو تو میں اس کا قرض ادا کروں گا اور پس ماندگان کی کفالت کروں گا (سنن ابن داود حدیث 2054)۔ لہذا قرض ادا کرنے کے لیے مال نہ پچھوڑ کر فوت ہو اس کا قرض بیت المال سے ادا کرنا چاہیے یا محلے کے مسلمان اس کا قرض ادا کریں۔ (صارم)

[23]- صحیح البخاری الاستقراض باب من اخذ اموال الناس يريد اداء اداء حاً او ابلغها حدیث 2387۔

[24]- صحیح البخاری البخاری باب الکفن فی ثوبین حدیث 1265۔ و صحیح مسلم انچہ باب ما یفعل بالحرم اذمات؟ حدیث 1206۔

[25]- (ضعیف) الموطال لام مالک البخاری باب غسل المیت حدیث 3 والمعنى والشرح الکبیر 2/308-311۔ وارواه الغلیل حدیث 696۔

[26]- المستدرک للحاکم معرفۃ الصحابة 3/163-164۔ حدیث 4769۔

[27]- المعنی والشرح 2/308۔ قال الشیخ الابانی لم اقفت علی اسناده اروا الغلیل حدیث 697۔

[28]- المعنی والشرح الکبیر 3/231۔

[29]- منار السبل ص: 147۔ قال الشیخ الابانی رحمۃ اللہ علیہ فی ارواء الغلیل 3/163۔ لم اقفت علیہ۔

[30]- المختصر 13-60۔

[31]- التوبہ 9/84۔

[32]- التوبہ 9/113۔

[33]- المختصر 4-60۔

[34]- المجادلہ 48-22۔

[35]- المعنی الکبیر 2/324۔ 325۔

[36]- مرد اور عورت کے کفن کے کپڑوں کا تین اور پانچ کافر قبیح حدیث سے ثابت نہیں ہے لہذا تین کپڑوں میں کفن دینا ہی مسخر ہے جو میں قمیص کا ذکر نہیں ہے۔

[37]- صحیح البخاری البخاری باب من انتظر حتى تهد فین حدیث: 1325۔ و صحیح مسلم البخاری باب فضل الصلة علی البخاری و ابی عاصی حدیث: 945۔

[38]- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز جنازہ میں اوپھی آواز دے دعائیں پڑھنا اور صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین کا سن کر انھیں یاد کرنا احادیث سے ثابت ہے جیسے کہ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ میں ایک دعا پڑھی جو میں نے یاد کر لی اور میں نے تمنا کی: کاش! یہ میرے نماز جنازہ ہوتا۔ (صحیح مسلم البخاری باب الدعاء للیست فی الصلة حدیث: 963۔ صارم)

[39]- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دونوں طرف سلام پھیرنا بھی ثابت ہے جیسے السنن الحبری: 4/43۔ میں امام یہودی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے۔ تفصیل کیلئے ملاحظہ کریں شیخ الابانی رحمۃ اللہ علیہ کی احکام البخاری ص: 162-164۔

[40]- اگر میست مرد ہو تو اس کے سر کے بال مقابل کھڑے ہونا مسنون ہے و مکتبے احکام البخاری لابانی ص: 138۔ (ع-د)

[41]- سنن ابن داؤد البخاری باب الدعاء للیست فی الصلة حدیث 3201۔ و سنن الترمذی حدیث: 1024۔ و سنن النسائی حدیث: 1988۔ و سنن ابن ماجہ البخاری باب ماجاء



محدث فلوي

الجنازه الدعاء في الصلة حديث 1498 - واللفظ

[42] صحيح مسلم الجنازه باب الدعاء للمسيت في الصلة حديث 963.

[43] صحيح مسلم الجنازه باب في اغراض الميت والدعاء له اذا حضر حديث 920.

[44] - کلمہ "میت" اسی صفت ہے جس کا اطلاق مذکور موئیث دونوں پڑھتا ہے لہذا ضمائرہ کا بدنا ضروری نہیں۔

[45] - المغني والشرح الكبير 2/369.

[46] - السنن الکبری لبیضی المواب التکمیر علی الجنازہ باب عدو التکمیر الجنازہ باب الدعاء في الصلة حديث 4/35.

[47] - (ضعیف) سنن الدارقطنی الجنازہ باب التسلیم فی الجنازۃ واحد 71/2 حديث 1799 والمستدرک للحاکم 1/360 حديث 1332.

[48] - المغني والشرح الكبير 3/393. حدیث میں ناتمام بچے (سقط) کے نماز جنازہ کی مشروعیت ثابت ہے۔ دیکھیے احکام الجنازہ للابانی ص: 104 (ع-د)

[49] - المرسلت: 26-25-77.

[50] - عص 2180.

[51] صحيح البخاري الجنازه من انتظر حتى يدفن حديث: 1325 - و صحيح مسلم الجنازه باب فضل الصلة على الجنازه و اتبعها عاصي حديث: 945.

[52] صحيح البخاري الجنازه باب السرعة بالجنازة حديث 1315 و صحيح مسلم الجنازه باب الاسراع بالجنازة حديث 944.

[53] - صحيح البخاري الجنازه باب اتباع النساء الجنازه حديث 1278.

[54] - سنن أبي داؤد الجنازه باب في تعمين القبر حديث 3215 . وجامع الترمذى الجماد بباب ما جاء في دمن الشهداء حديث 1713.

[55] - سنن أبي داؤد الجنازه باب في تعمين القبر حديث 3216.

[56] - جامع الترمذى الجنازه باب ما جاء ما يقول اذا دخل الميت القبر؟ حديث 1046 - وسنن أبي داؤد الجنازه باب في الدعا للمسيت اذا وضع في قبره حديث 3213 ومسند احمد 2/27.

[57] - سنن أبي داؤد الوصايا بباب ما جاء في الشدید في اكل مال اليتيم حديث 2875.

[58] - سنن أبي داؤد الجنازه باب الاستغفار عند القبر للمسيت في وقت الانصراف حديث 3221.

[59] - صحيح مسلم جامع الجنازه باب النهى عن تحصیص القبور والبناء عليها حديث: 970.

[60] - جامع الترمذى الجنازه باب ما جاء في كراهيه تحصیص القبور والكتابه عليها حديث: 1052.

[61]- جامع الترمذی الجنازہ و سنن ابن ماجہ الجنازہ باب ماجاء فی النھی عن زیارت النساء القبور حدیث: 1574-1576-

[62]- صحیح البخاری الجنازہ باب ماجاء فی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیث: 1390-

[63]- صحیح مسلم الجنازہ باب النھی عن الجلوس علی القبر والصلة علیہ حدیث: 971-

[64]- حاشیہ ابن القیم 37/9-

[65]- (ضعیف) سنن ابن ماجہ الجنازہ باب ماجاء فی ثواب من عزی مصاہدیت 1601 وارواه الغلیل 216/3 حدیث 764-

[66]- جامع الترمذی الجنازہ باب ماجاء فی الطعام یصنعت لاحل المیت حدیث 998 و مسند احمد 1/205-

-2/204 [67]- مسند احمد

[68]- صحیح مسلم الجنازہ باب استئذان النبی صلی اللہ علیہ وسلم رہب عزو جل فی زیارت القبور حدیث 977-

[69]- جامع الترمذی الجنازہ باب ماجاء فی الرخصیۃ فی زیارت القبور حدیث 1054-

[70]- السنن الکبریٰ للبیہقی 4/78 و مسند ابی داود الطیالی سی حدیث 2478- حدیث شریف میں وارد مبلغے کا کلمہ "کو ملحوظ خاطر رکھا جائے تو معنی حدیث یہ ہے کہ وہ عورت ملعون ہے جو کثرت سے قبرستان جاتی ہے (ہم نے ترجمہ حدیث میں اسی نتیجہ کو پوش نظر رکھا ہے)، البتہ کبھی بکھار جانے میں کوئی حرخ نہیں جبکہ مقصد عبرت و نصیحت اور موت کی یاد دہانی ہو۔ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس مقصد کو حاصل کرنے کی تاکید کرتی ہے، جس کی عورتوں کو مردوں کی نسبت زیادہ ضرورت ہے۔ حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت کو قبرستان میں روتے دیکھا تو اسے صبر کرنے کی تلقین کی، اٹھ جانے کا نہیں کیا۔ (صحیح البخاری حدیث 1252) سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیارت قبور کی دعا بچھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں دعا سکھائی۔ (صحیح مسلم حدیث 974)

[71]- صحیح البخاری کتاب و باب فضل الصلة فی مسجد کلۃ والمریتہ حدیث 1189 و صحیح مسلم انج باب فضل المساجد الشاذۃ حدیث 1397-

[72]- مجموع التناؤی 326/24-327 بصرف یسر-

حدا ماعندي واللہ اعلم بالصواب

قرآن و حدیث کی روشنی میں فقیحی احکام و مسائل

نمایز کے احکام و مسائل : جلد 01 : صفحہ 250